میں بھی ہر قسم کے خیالات نہ صرف خود رکھنے بلکہ ان کو پھیلا دینے کی بھی آزادی رکھتا ہے، جن پر اسلامی سوسائٹی اور مسلمان قوم کے اجتماعی نظام کی بنیاد قائم ہے حالانکہ ایسی غیر مقید اور غیر مشروط آزادی انسان کو کبھی اور کہیں نہیں دی گئی ہے۔ کوئی انتہا درجہ کی حریت پسند سوسائٹی بھی آپ کو یہ حق نہ دیگی کہ آپ اس کے دائرہ میں رہ کر ان اصولوں پر حملہ کریں جن پر وہ سوسائٹی قائم ہوئی ہے۔ روس میں رہ کر آپ سب کچھ بول اور لکھ سکتے ہیں مگر اشتراکیت کے خلاف ایک لفظ بھی زبان و قلم سے نہیں نکال سکتے۔ جرمنی اور اٹلی میں آپ کو نازی اور فاسسٹ اصولوں کے خلاف زبان کھولنے یا قلم کو حرکت دینے کی کبھی اجازت نہ دی جائیگی۔ فرانس اور انگلستان میں اگر آپ موجود الوقت اجتماعی سیاسی اور معاشی نظام کے خلاف انقلاب انگیز تبلیغ شروع کریں گے تو قانون اپنی پوری قوت آپ کی اس آزادی کو سلب کرنے میں صرف کر دے گا۔ اس کے باوجود کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ غیر مہذب ہیں، متعصب ہیں، تاریک خیال ہیں۔ لیکن ہندوستان میں روشن خیالی کے مدعی اپنا حق سمجھتے ہیں کہ اسلامی سوسائٹی میں رہ کر اسلام کے اصولی مسائل میں جس طرح چاہیں قطع و برید کریں، ایمانیات پر ضرب لگائیں، اعمال پر حملے کریں، قوانین اسلامی میں ترمیم و تنسیخ کریں، اور اگر کوئی اس پر ٹوکے تو ان کے نزدیک وہ تنگ نظر، تنگ خیال، کٹھ ملا ہے، کیونکہ وہ حریت ضمیر اور آزادی تحریر و تقریر کا حق ان سے سلب کرنا چاہتا ہے۔

لطف یہ ہے کہ جو حضرات اسلام کی تعلیمات اور اس کے قوانین پر مجتہدانہ شان کے ساتھ کلام کرتے ہیں، ان میں سے اکثر کا حال یہ ہے کہ علوم اسلامیہ کے مبادی تک سے ناواقف ہیں۔ ان کی تحریروں سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ جن مسائل پر وہ قلم اٹھاتے ہیں انہیں وہ سرے سے سمجھے ہی نہیں، نہ کافی غور و خوض کی زحمت اٹھائی ہے، نہ تحقیق اور مطالعہ کیا ہے، نہ ان علوم کو حاصل کیا ہے جن کی واقفیت پر ان مسائل کا سمجھنا موقوف ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ مسند اجتہاد پر جلوہ فرمائیں، اصول و قوانین اسلام میں جیسی چاہیں

و تنسیخ کریں اور پھر اپنے اجتہادات کو عام مسلمانوں میں شائع کر کے ان کے عقائد اور اعمال کی تخریب میں کوئی کسر اٹھا رکھیں۔ وہ دنیا کے کسی دوسرے معاملہ میں کافی علم اور تحقیق کے بغیر زبان کھولنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتے۔ ان میں یہ جسارت ہرگز نہیں ہے کہ فن طب سے ناواقف ہوں اور کسی مریض کو نسخہ لکھ دیں۔ وہ اتنی جرأت کبھی نہیں کر سکتے کہ قانون سے نابلد ہوں اور عدالت میں وکیل بن کر کھڑے ہو جائیں لیکن اسلام کے معاملہ میں وہ پوری جرأت رکھتے ہیں کہ اس کے ابتدائی اصولوں تک سے ناواقف ہوتے ہوئے بھی جس مسئلے میں چاہیں مجتہدانہ کلام فرمائیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہاں حاکمانہ قوت کا خوف انہیں اپنی حد سے تجاوز نہیں کرنے دیتا، اور یہاں سرے سے کوئی قوت ہی نہیں ہے جس کا کسی کو خوف ہو۔

اگر اسلام میں دین اور دنیا دو الگ چیزیں ہوتیں، مسیحیت کی طرح چرچ اور سٹیٹ کے حدود جدا جدا ہوتے، بودھ مت کی طرح گرہستی اور دھرم کے دائرے مختلف ہوتے، تو اس کے عقائد اور احکام میں اس قسم کی ترمیم و تنسیخ اور قطع و برید اتنی زیادہ مضر اور خطرناک نہ ہوتی لیکن یہاں تو دنیا اور دین ایک ہیں۔ تہذیب، تمدن، اخلاق، معاشرت، معاملات سب کی بنیاد مذہبی تعلیمات اور احکام پر ہے، انفرادی سیرت، اور اجتماعی نظام دونوں مذہب ہی پر مبنی ہیں پس اگر مذہب میں مسلمانوں کا عقیدہ کمزور ہو جائے، مذہبی تعلیمات پر ان کا یقین و اذعان باقی نہ رہے، مذہبی احکام اور قوانین کی گرفت ان پر ڈھیلی پڑ جائے تو آخرت میں جو کچھ ہونا ہے۔ وہ تو ہوگا ہی، مگر اس دنیوی زندگی میں بھی ان کے لئے بجز تباہی و بربادی کے اور کچھ نتیجہ نہیں ہے۔ اس کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ ان کے افراد کی سیرتیں کمزور ہو جائیں گی۔ ان کے اخلاق بگڑ جائیں گے، ان کے معاملات درست نہ رہیں گے، ان کی سوسائٹی کا نظام درہم برہم ہو جائیگا، اور پوری قوم کی قوم دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہ جائے گی۔

جس تحریک کے نتائج اتنے خطرناک ہوں، اس کو محض چند افراد کی حریت ضمیر اور آزادی تحریر و تقریر کی

خاطر کیونکر گوارا کیا جاسکتا ہے؟ اجتماعی مفاد کے لئے انفرادی مفاد اور حقوق کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے لہذا اگر وہ اسلامی جماعت کا جزبنکر رہنا چاہتے ہیں، تو انہیں اپنی اس آزادی کو قربان کرنا پڑے گا، اور اگر اسے قربان کرنا نہیں چاہتے تو بہتر ہے کہ اسلامی جماعت سے نکل جائیں، پھر جو چاہیں لکھیں۔ جماعت کے اندر رہ کر اس کی جڑوں پر کلہاڑی مارنے کی آزادی کسی طرح بھی ان کا حق نہیں ہے۔

ہمارے نئے زمانے کے ارباب تحقیق واجتہاد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے علم وفضل اور عقل وخرد کا سارا زور صرف تخریب پر صرف فرماتے ہیں تعمیر کی طرف انکی توجہات کبھی مبذول نہیں ہوتیں۔ صدیوں سے جن اصول ومسلمات پر اسلامی سوسائٹی کی عمارت قائم ہے ان کو وہ اپنے اجتہاد سے توڑ دینا چاہتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کچھ دوسرے اصول اور قوانین نہیں پیش کرتے جن پر اعتقاد وعمل کی بنا رکھی جائے، اور اجتماعی نظام کی نئی عمارت بنائی جاسکے۔ اس تخریب بلا تعمیر کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمان قوم کو فکر وعمل کی انارکی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہے کہ اس قوم کے نظم اجتماعی کو پارہ پارہ کر دیا جائے، اور کوئی ایسا رشتہ باقی ہی نہ رکھا جائے جو ان منتشر پاروں کو پھر سے منظم اور مرتب کر سکتا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ بالقصد ایسا نہ کر رہے ہوں، ہوسکتا ہے کہ انہیں اپنے تخریبی کام کے ان نتائج کا شعور نہ ہو لیکن شعور اور عدم شعور سے افعال کے نتائج میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ خواہ کوئی شخص بلا ارادہ و بلا عمد کسی مکان میں آگ لگائے، یا بالارادہ اور بالعمد، دونوں صورتوں میں مکان ضرور جلتا ہے، اور تباہی بہر حال ہوتی ہے۔ پس اگر یہ تخریبی نقد واجتہاد محض ایک طفلانہ کھیل ہے جس کے خطرناک نتائج سے یہ نابالغ بچے ناواقف ہیں، تب بھی ایسی خطرناک آتش بازی سے ان کو جبراً روک دینا ضروری ہے، خواہ وہ کھیلنے کی آزادی کو اپنا کیسا ہی مقدس "حق" سمجھتے ہوں۔

بلاشبہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دل سے مسلمان ہیں اور اسلام پر سچا اعتقاد رکھتے ہیں مگر بعض مسائل میں

ان کو شکوک عارض ہوگئے ہیں، یا بعض امور میں ان کا دل اس اعتقاد اور اس مسلک پر نہیں ٹھکتا، جو جمہور اہل اسلام کا اعتقاد اور مسلک ہے۔ ایسے حضرات یقیناً حق رکھتے ہیں کہ اپنے شکوک اور اعتراضات پیش کریں اور ہمارا فرض ہے کہ ان کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس قسم کے لوگ عموماً نہایت غلط طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ بجائے اس کے کہ ایک ناواقف آدمی کی طرح اپنے شبہات اور اعتراضات پیش کرکے واقف کار لوگوں سے ان کا حل طلب کریں، خود مجتہد بن کر ایک فیصلہ کن رائے قائم کرلیتے ہیں پھر اس پر فاضلانہ انداز کے ساتھ ایک مضمون تحریر فرماتے ہیں جس کی ابتدا "مولوی" پر سب و شتم اور انتہا اپنے اعلان اجتہاد و تفقہ پر ہوتی ہے۔ یہ مضمون کسی ادبی رسالے میں بھیج دیا جاتا ہے، اور وہاں بغیر اس احساس کے کہ ایسی تحریروں کی اشاعت کا ملت پر کیا اثر پڑیگا، نہ صرف اس کو شائع کردیا جاتا ہے، بلکہ خود ایڈیٹر صاحب بھی اس پر اپنے خیالات ظاہر فرماتے ہیں۔ اس طرح یہ زہر ہزاروں مسلمانوں کے دل و دماغ تک پہنچا دینے کے بعد "مولوی" کو دعوت دی جاتی ہے کہ اگر تیرے پاس اس کا تریاق ہے تو آ اور اس کا کچھ علاج کر۔ کاش یہ حضرات اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے، ان مسائل کی اہمیت کو سمجھتے جن پر وہ ناکافی علم اور خام تحقیق کے ساتھ اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں، اور غور کرتے کہ ایسے مسائل کے حل کا یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے۔

ایک گروہ ان لوگوں کا بھی ہے جن کا مقصد محض فتنہ پردازی ہے۔ وہ مذہبی مسائل پر محض اس نیت سے خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات میں قطع و برید کریں اور مسلمانوں میں بے دینی پھیلائیں۔ کم علم اور ناواقف مسلمانوں کا جو گروہ ان کے دام میں پھنس جاتا ہے، اس کی جہالت سے وہ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، اسے تاریکی میں رکھ کر اپنے باطل خیالات اس میں پھیلاتے ہیں، اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کے خیالات کی تردید اس حلقہ میں نہ پہنچنے پائے جسے انہوں نے اپنے دام فریب میں گرفتار کر رکھا ہے۔ اگر کبھی اپنے مخالفین سے وہ بحث کرتے بھی ہیں، تو اس وقت جبکہ انہیں پوری طرح اطمینان ہوجاتا ہے